Mirza Abul-Fazl
April 29, 1902

تقدیس الرسول عن طعن الجہول

جس میں

اس طعن کا رد مذکور ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے ماریہ قبطیہ کو حرام
ٹھہرا کر پھر حلال کر لیا۔ اور آنحضرت کی کثرت ازدواجی پر
جو اعتراض کیا جاتا ہے۔ اسکا بھی جواب دیا گیا ہے۔

مؤلفہ

مولوی محمد فیروز الدین فیروز بن قاضی امام الدین مرحوم ڈسکوی

حسب فرمائش

میاں کریم بخش مینیجر مفید عام گزٹ سیالکوٹ

۱۳۱۱ھ

مفید عام پریس سیالکوٹ میں چھپی

بار اول

قیمت فی جلد ۲؎

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقد بن الرسول عن طعن المجہول

عیسائی لوگ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یہہ بھی اعتراض کرتے ہیں۔ کہ **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز **حفصہ** کے گھر میں تھا۔ اور **ماریہ قبطیہ** اُس کی خدمت میں حاضر تھی۔ اتفاقاً **حفصہ** کسی کام کو گئی **محمد** نے **ماریہ** سے مقاربت کی۔ جب **حفصہ** کو اس بات کی خبر ہوئی تو اُس نے غضبناک ہو کر کہا۔ کہ آیا میری نوبت کے دن ایک لونڈی سے مقاربت کرتا ہے؟ **محمد** نے شرمندہ ہو کر فرمایا۔ کہ اس بات سے درگذر۔ **ماریہ** کو میں نے اپنے اوپر حرام کیا۔ پھر اُس کے پاس نہ جاؤنگا فقط۔ لیکن چونکہ **محمد** کا دل نہ چاہتا تھا۔ کہ **ماریہ** کو چھوڑ دے تو اپنے عہد سے پشیمان ہو کر ایک آیت[1] نازل کر لی۔

---

[1] وہ آیت یہہ ہے۔ یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک واللہ غفور الرحیم۔ قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم۔ یعنے اے پیغمبر تو اپنے اوپر کیوں حرام کرتا ہے اُس چیز کو جو خدا نے تجھہ پر حلال کی ہے۔ کیا تو اپنی عورتوں کی خوشنودی چاہتا ہے اور اللہ غفور و رحیم ہے۔ تحقیق کہ خدا نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کا توڑنا مقرر کیا ہے۔

تاکہ اُس کے مضمون سے قسم کا توڑ ڈالنا اُس پر جایز ہو جائے - اور اس طریق سے حفصہ کو بھی ساکت کردے [له] (دیکھو میزان الحق مصنفہ پادری فانڈر صاحب باب ۳ فصل ۴)

اور یہی روایت کے موافق نصارا لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تین گناہ ثابت کرتے ہیں - ایک یہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاذ اللہ) حضرت بی حفصہ کی لونڈی سے اُس کے بدون اجازت مقاربت کی - اور آخر قسم کھا کر جان چھوڑائی دوسرے یہہ کہ بات پر قایم رہے - بلکہ قسم توڑ کر پھر اُس سے مقاربت کرتے رہے -
تیسرے یہہ کہ خدا کو بھی اس قسم کے توڑنے میں شریک کیا - یعنے خدا کو قسم توڑنے کی اجازت دینے والا قرار دیا -
یہہ تین حرف ہیں - جو نصارا لوگ اُس مقدس رسولؐ پر رکھتے ہیں - لیکن جب کہ **اس قصہ کی بنا ہی غلط ہے یعنے ماریہ قبطیہ** حضرت بی **حفصہ** کی لونڈی ہی نہیں تھیں - تو آنحضرت کا بی **حفصہ** سے اجازت لینا کیا ؟ اور آخر قسم اٹھا کر جان چھوڑانا کیا معنی ؟ **ماریہ** تو حضرت رسولؐ خدا

[له] یہہ اعتراض پادری فانڈر صاحب نے شیعوں کی روایت کے موافق حیات القلوب کی دوسری جلد کے ۵۵ باب سے اخذ کیا ہے جو سُنیوں کے نزدیک غیر معتبر ہے +

کی ام ولد- اور سریہ بی بی تھیں۔ وہ حضرت حفصہ کی لونڈی نہیں تھیں کہ آنحضرتؐ پر کسی قسم کا طعن کیا جائے۔ یہہ ماریہ قبطیہ وہ عورت تھی۔ جسکو مصر اور اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس نے آنحضرتؐ کے سامنے گردن تسلیم جھکا کر پیشکش کیا تہا۔ **افسوس کہ عیسائیوں کو اپنے گھر کی بھی خبر نہیں۔**

یہہ وہ **ماریہ** ہے۔ جسکی بہن شیرین حضرت **حسانؓ** کے گھر میں تھی۔ اور **عبدالرحمن بن حسان** کے سے صحابیؓ اُس کے بطن سے پیدا ہوئے (مواہب لدنیہ)۔

یہہ وہ **ماریہ** ہے جس کے ساتھ نامی گرامی شہبا خچری آئی۔ جسے مسلمان دلدل[1] کہتے ہیں۔ اور جس پر آنحضرتؐ کے بعد حضرت **علیؓ** اور اُن کے بعد حضرت امام **حسنؓ** سوار ہوا کرتے۔

یہہ وہ **ماریہ** ہے۔ جو بقول **واقدی** مورخ کے مسلمان ہونے کے بعد **آزاد کی گئی** اور پھر آنحضرتؐ کے **نکاح میں آئی**۔ جس سے آنحضرتؐ کے صاحبزادہ **ابراہیمؑ** پیدا ہوئے (معارج النبوتؐ جلد دوم صفحہ ۲۲۳) (فصل الخطاب)

---

[1] حضرت شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں حضرت علی کی تعریف میں سہ چہارم علی شاہ دلدل سوار۔ یعنی چوتھا یار حضرت علی ہے جسکو یہہ فخر حاصل ہوا۔ کہ رسول اللہ صلعم کی خاص سواری (دلدل) پر سوار ہوا کرتے تھے ۱۲ انتہے۔

پس جب کہ صحیح اور معتبر روایات کی بنا پر حضرت ماریہ رض کا بی حفصہ کی لونڈی ہونا ہی ثابت نہیں تو حضرت ماریہ کے ساتھ مقاربت کرنے کی وجہ سے جو آنحضرت پر طعن رکھا جاتا ہے۔ اس کا سب تار و پود خود بخود اُکھڑ گیا۔

لیکن اصل یہہ ہے۔ کہ یہہ واقعہ ہی ٹھیک نہیں۔ نہ آیت تحریم **کا سبب نزول یہہ واقعہ ہے** چند مورخوں اور مفسروں نے بطور نقل اقوال ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی بلا تحقیق و تنقید یہہ واقعہ آیت تحریم کا شان نزول ٹھیرا دیا ہے۔ صحیح بخاری سے بڑھکر مسلمانوں کے نزدیک کوئی کتاب معتبر نہیں اُس میں اس آیت کے شان نزول میں ہرگز یہہ واقعہ نہیں لکھا۔ نہ کسی اور معتبر حدیث کی کتاب میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

اصل واقعہ جسپر **سورہ تحریم** کی اوایل آیات نازل ہوئیں وہ یہہ ہے۔ کہ **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم** شہد کے شربت سے مانوس تھے۔ ایک وقت میں حضرت بی **زینب** رض کے پاس کسی قدر شہد تھا۔ جب اُن کے گھر میں آنحضرت صلعم تشریف لائے۔ تو حضرت **زینب** رض شربت بناتیں اور رسول خدا کو پلاتیں آنحضرت کو اُن کے گھر میں کبھی کسی قدر توقف ہو جاتا حضرت بی **عایشہ** اور بی **حفصہ** نے حضرت **زینب** پر غیرت کی۔ اور باہم مشورہ کرکے رسول خدا سے عرض کیا۔ کہ آپ کے منہ سے مغافیر[1] کی بو آتی ہے۔

[1] مغافیر ایک درخت کا گوند ہے جسے عرفط کہتے ہیں اُسکی بو اچھی نہیں ہوتی ۱۲

اور حضرت صلعم اچھی بو کو پسند کرتے تھے۔ اور بری بو وں سے محترز رہتے تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ میں نے مغفور تو نہیں کھایا۔ مگر زینبؓ کے گھر شہد کا شربت پیا ہے۔ بیبیاں بولیں کہ شہد کی مکھیوں نے عرفط کی کلی چوسی ہو گی۔ جب یہہ صورت مکرر واقع ہوئی۔ تو آنحضرت صلعم نے قسم کھالی کہ میں اب شہد ہرگز نہیں پیوں گا۔ یہہ بات اسلئے کہی۔ کہ جب عورات کو شہد کی بو سے نفرت ہے تو اُسکا پینا کیا ضرور ہے حسن معاشرت میں نقص آنے کا احتمال ہے۔ اس لئے شہد کا ترک کرنا بہتر۔ پس اُن کی خوشی کے لئے آپنے ترک شہد پر قسم کھالی۔

آپ کے ترک شہد پر قسم کہانے کی وجہ سے عجب نہیں تھا کہ آپ کے سچے پیرو اور نقش قدم پر چلنے والے ہمیشہ کے لئے شہد[1] کو ترک کر دیتے۔ اور اپنے اوپر حرام ٹھیرا لیتے۔ اللہ تعالے نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا۔ کہ حلال چیز کو چھوڑ دینا۔ اور اُس پر حلف کرنا کیوں ؟ ایسی باتوں میں عورتوں کی رضامندی ضرور نہیں قسم سے بچ رہنے کے لئے پیشتر کفارہ کا حکم نازل ہو چکا ہے۔ اُس پر عمل کرنا چاہیئے قال اللہ تعالے۔

[1] جس طرح کہ اونٹ کا گوشت اور دودھ وغیرہ ملت ابراہیم میں حلال اور جایز تھا۔ مگر حضرت یعقوبؑ نے بوجہ ایک نذر ماننے کے اپنے اوپر حرام ٹھیرا لیا تہا اصل مذہب حضرت ابراہیمؑ حرام نہ تھا مگر حضرت یعقوبؑ کی تبعیت سے آپ کے پیرووں اور اولاد

یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک - تبتغی مرضات ازواجک - واللہ غفور رحیم - قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم واللہ مولیٰکم وھو العلیم الحکیم -	اے نبی تو کیوں چھوڑتا ہے جو حلال کیا ہے اللہ نے تجھپر ؟ (یعنی شہد کا پینا، تو اس سے) اپنی بیویوں کی رضامندی چاہتا ہے ؟ جایز شے کو ترک کرکے ایسا مناسب نہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے - اللہ تعالے تمپر مقرر کرچکا ہے - تمہاری قسموں کا کھولنا (یعنی کفارہ ادا کرکے) اور اللہ تمہارا کارساز ہے - اور وہ جاننے والا حکمت والا ہے -

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵ - (بنی اسرائیل) نے بھی اپنے اوپر حرام ٹھیرا لیا تھا - جسکا ذکر چوتھے سیپارہ میں ہے -

ایسا ہی جناب رسول خدا صلعم نے گو اپنی ذات ہی کے اوپر شہد کو حرام ٹھیرایا - مگر آپ کی تبعیت سے کچھہ عجب نہیں تھا کہ آپ کے نقش قدم پر چلنے والے بھی اسے بوجہ کمال اطاعت اپنے اوپر حرام ٹھیرا لیتے - یہی وجہ ہوئی - کہ اللہ تعالے نے آنحضرت کو یہہ ارشاد فرمایا - یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک اے نبی تو کیوں حرام ٹھیراتا ہے - جو اللہ نے تجھپر حلال کیا - تاکہ امت کے لئے آنحضرت کا شئے چھوڑ دینا ہمیشہ کے لئے حجت نہ ہوجائے -

قسم کے کفارہ کی بابت سورہ مائدہ میں پہلے حکم نازل ہو چکا ہے۔

لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یواخذکم بما عقدتم الایمان فکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین۔ من اوسط ما تطعمون اہلیکم او کسوتہم او تحریر رقبۃ۔ فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام ذلک کفارۃ ایمانکم اذا حلفتم واحفظوا ایمانکم۔ کذلک یبین اللہ لکم آیاتہ لعلکم تشکرون	خدا تمہیں لغو قسموں میں اخذ نہیں کرتا۔ لیکن اُن قسموں میں اخذ کرتا ہے۔ جو تم دل کی نیت سے باندھو۔ پھر اگر انسان ایسی کھائی ہوئی قسم کو کسی ضروری مصلحت کی وجہ سے توڑنے پر مجبور ہو جائے) تو اُس کے توڑنے پر کفارہ ہے دس مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ اوسط درجہ کی خوراک کہ تم اہل عیال کو کھلاتے ہو۔ یا دس مسکینوں کے کپڑے یا ایک غلام آزاد کرنا سو جو شخص ان تینوں میں سے کسی امر کی استطاعت نہ رکھے۔ تو تین دن کے روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھاؤ (اور توڑ دو) اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو (یعنے بغیر اشد ضرورت کے مت توڑو۔ یا زبان کو قسم کھانے سے تھامو) اسی طرح اللہ تعالے تمہارے لئے اپنی آیتیں بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم شکریہ ادا کرو۔

(۱) لغو قسم وہ ہے۔ جو بے قصد زبان سے نکل جائے۔ جیسے لا واللہ۔

ترمذی باب الایمان والنذور میں حضرت ابوہریرہ رضہ نے
مرفوعًا روات کیا ہے۔ کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا من حلف علی یمین
ودا ی غیرھا خیرًا منہا فلیکفرعنہ ولیفعل۔ حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا
کہ جو شخص کسی بات پر قسم کھائے۔ پھر دیکھے کہ اُس قسم کا خلاف اچھا ہے۔ پس
چاہیے۔ کہ قسم کا کفارہ دے۔ اور اُس کام کو کرے۔ انتہے۔
کتاب صحیح بخاری جو قرآن شریف کے بعد اصح الکتب اور نہایت معتبر ہے
اور جو تمام کتب تواریخ وتفاسیر سے اعلے درجہ رکھی ہے اور اُس میں بھی ان
آیات کی تفسیر میں بھی شہد کو حرام ٹھیرانے کا ہی واقعہ آیت تحریم کا شان
نزول لکھا ہے۔ دیکھو صحیح بخاری کتاب التفسیر۔

عن عایشہ رض کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشرب عسلاً عند زینب ابنت جحش۔ ویمکث عندھا۔ فواطیٔت انا وحفصہ علی آیتنا دخل علیہا فلیقل لہ اکل مغافیر انی اجد	عایشہ صدیقہ رضہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم زینب کے پاس کچھ دیر تک بیٹھا کرتے تھے۔ اور وہ آپ کو شہد پلایا کرتیں۔ پس میں نے اور حفصہ نے آپس میں اس بات پر اتفاق کیا۔ کہ ہم دونوں میں سے جس کے پاس رسول خداؐ تشریف لائے۔ وہ یوں کہدے کہ آپ نے مغافیر کھائی ہے۔ آپ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ کہ نہیں

منك ريح مغافير	میں نے تو زینب کے پاس سے شہد پیا ہے۔ پس
قال لا۔ ولكني كنت	اب میں کبھی نہیں پیوں گا۔ اور میں قسم کھاتا
اشرب عسلاً عند	ہوں[1]۔ اور تم اس بات کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔ اس
زينب بنت جحش فلن	پر اللہ تعالے نے یہہ آیات نازل کیں۔ اے نبی تو
اعود له وقد حلفت	کیوں چھوڑے وہ چیز جو اللہ نے تیرے لئے حلال
ولا تخبري بذلك احداً	کی ہے۔

پس یہہ اصل واقعہ تھا جس پر آیت تحریم نازل ہوئی۔ یعنے آنحضرتؐ کا شہد کو اپنے۔ اپنی معاشرت میں نقص آنے کے خیال سے ترک کر دینا۔ اور اللہ تعالے کا آنحضرتؐ کو اس ترک کی ممانعت کرنا۔ جس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوسکتا۔ اگر آنحضرتؐ نے مصلحتاً ایک چیز کو اپنے لئے ناجائز ٹھیرا دیا۔ لیکن شارع حقیقی (خدا تعالے) نے معاً اس پر تنبیہ کرکے بذریعہ وحی حلال چیز کو حرام ٹھیرانے کی ممانعت کر دی تاکہ آیندہ کو امت کے لئے حرام ٹھیرانے پر ایک حجت نہ ہو جائے تو اس میں اعتراض کیا ہوا؟

[1] آپ کے اس بات کے فرماتے ہیں۔ کہ اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔ یہہ مصلحت تھی۔ کہ اگر آنحضرتؐ کے شہد کو چھوڑ دینے اور حلف کرنے کی خبر عام پھیل گئی۔ تو امت کے لئے ایک حلال اور اعلےٰ درجہ کی مفید چیز کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینے پر شاید حجت نہ ہو جائے۔ یہہ بات انہیں بی بیوں کے پاس امانت رہے جن کی خاطر شہد کو چھوڑ دیا ہے عام طور پر نہ پھیلے۔ جبکہ پھیلنے پر آخرکار اللہ تعالے نے یہہ آیت نازل فرمائی کہ یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک۔

بسا اوقات ایک نبی یا ملہم شخص اپنے نزدیک ایک امر کی بابت مصلحتہً کچھہ
خیال کرتا ہے۔ لیکن ہادی برحق بذریعہ وحی الہام فوراً اس کو صواب و سداد
کی جانب رہنمائی کردیتا ہے۔ اس میں کوئی بھی اعتراض کی بات نہیں۔
دیکھو رویاے صادقہ میں **پطرس** کو ہر قسم کے جانور دکھائے گئے۔ اور اُن کے
کھانے کے لئے اُسے ہدایت کی گئی۔ لیکن **پطرس** نے کہا۔ کہ میں حرام چیز کو
نہیں کھایا کرتے۔ جس پر اللہ تعالے نے فوراً **پطرس** کو متنبہ کیا۔ اور کہا۔ کہ **حلال
چیز کو حرام مت کہو**۔ دیکھو **اعمال لوقا ۱۰ باب ۹**

دوسرے دن جب وے راہ میں چلے جاتے تھے۔ اور شہر کے نزدیک پہنچے۔
پطرس دوپہر کے قریب کوٹھے پر دعا مانگنے گیا۔ اور اُسے بھوکھہ لگی۔ اور چاہا
کہ کچھہ کھائے۔ پر جب وے تیار کرتے تھے۔ وہ بے خودی میں پڑا۔ اور دیکھا
کہ آسمان کھُل گیا۔ اور ایک چیز بڑی چادر کی مانند جس کے چاروں کونے بندھے
تھے۔ زمین کی طرف لٹکالی ہوئی اُس کے پاس اُتری۔ اُس میں زمین کی
قسم کے سب چارپائے۔ اور جنگلی جانور۔ اور کیڑے مکوڑے۔ اور ہوا کے پرندے
تھے۔ اور اُسے ایک آواز آئی کہ اے پطرس اُٹھہ ذبح کر۔ اور کھا جا۔
پطرس نے کہا اے **خداوند ہرگز نہیں**۔ کیونکہ میں نے کوئی حرام
یا ناپاک چیز نہیں کھائی۔ دوسری بار پھر اُسے آواز آئی۔ کہ **جس کو
خدا نے پاک کیا ہے حرام مت کہو**۔ یہہ تین بار ہوا پھر وہ

آسمان پر کھی گئی۔
اور کتاب شمار ۳۰ باب میں ہے۔ کہ اگر کوئی عورت شوہر والی جب وقت
اُس نے منت مانی۔ یا اپنے مُنہ سے کوئی بات نکالی جسے اپنی جان پر فرض ٹھیرایا
تو اگر اُسکا شوہر یہ سُن کے اُس دن چپکا رہے۔ تو اُس کی منتیں ثابت ہوئیں
اور اُس کی باتیں جنہیں اپنی جان پر فرض ٹھیرایا۔ قایم ہوں گی۔ لیکن اگر
اُس کے شوہر نے اُسی دن جس دن اُسے سُنا منع کیا۔ تو اُسے اُس کی منت
کو جو اُس نے مانی۔ اور اُس کی بات کو جو اُس کے مُنہ سے نکلی۔ جسے اپنی جان پر
فرض ٹھیرایا توڑ دیا۔ تو خداوند اُس عورت کو بخش دے گا۔ انتہے۔
پھر ۲۰ باب ۱۳ آیت میں ہے۔ سب منتیں جو وہ مانے یا فرض ادا کرنے کی
قسمیں جو وہ اپنی جان کو دکھ دینے کی بابت کھاوے اُسکا شوہر چاہے۔ تو
اُسن کو ثابت رکھے۔ اور چاہے تو توڑ ڈالے۔ انتہے۔
پس اگر ایک عورت کی مانی ہوئی نذر یا کہی ہوئی بات کو اگر اُس کا خاوند
جایز رکھے۔ تو جایز رہنے دے۔ اگر نہ رکھے تو اُس عورت کو اُس سے تجاوز
روا ہے۔ تو یاد رکھو۔ کہ ایسا ہی اللہ تعالے اگر کسی نبی یا ملہم آدمی کی کہی
ہوئی بات یا کئے ہوئے کام سے تعرض نہ کرے۔ تو وہ بالکل جایز اور حجت
کے لایق ہوتا ہے۔ لیکن اگر خداوند حقیقی اُس بات پر سکوت نہ اختیار کرے۔
بلکہ اُس پر تنبیہ کر دے تو پھر وہی ثواب کی راہ اور سبیل الرشاد ہوگی۔ اس

اس ملہم شخص کی نسبت اعتراض نہیں کر سکتے - کہ اُس نے اپنی بات سے تجاوز کیا -

۷ں اگر ایک بات سے تجاوز کرنا مورد اعتراض ہو سکتا ہے - تو وہ حضرت **مسیح** کا ہے - جنہوں نے باوجود سخت انکار کے اور اس بات کے ارشاد کے کہ میں **سوائے اسرائیل** کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے اور کسی کے پاس نہیں آیا اپنی بات سے تجاوز کیا - اور **کنعانی عورت** کی لڑکی کو شفا بخشی -

دیکھو **متی ۱۵ آیات ۲۳** کو ایک کنعانی عورت نے حضرت مسیح سے التجا کی - کہ اے خداوند داود کے بیٹے مجھ پر رحم کر - کہ میری بیٹی ایک دیو کے غلبے سے بیحال ہے - اُس نے کچھ جواب نہ دیا - تب شاگردوں نے پاس آکر منت کی کہ اُسے رخصت کر - کیونکہ وہ بیچاری پیچھے چلاتی ہے - حضرت مسیح نے جواب میں کہا کہ میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی پاس نہیں بھیجا گیا - پر وہ آئی اور اُسے غور کرکے کہا - اے خداوند میری مدد کر - غرض کہ آپ نے بڑی منت وسماجت کے بعد اُس قول اپنے سے ہٹ کر اُس لڑکی کو شفا بخشی - اور نہ صرف حضرت مسیح کا اپنے قول سے تجاوز کرنا - بلکہ خود خدا تعالےٰ کا اپنے قول وقرار سے تجاوز و انحراف توریت سے ثابت ہے - اور یہانتک کہ وہ پھر عہد شکنی پر عہد کرتا ہے -

چنانچہ کتاب **شمار ۱۴ باب ۲۶** میں خدا تعالےٰ بنی اسرائیل کی سرکشیوں

اور شکایتوں پر کہتا ہے کہ مجھے اپنی حیات کی قسم جیسا تمنے مجھے سنا کے کہا ہیں تم سے ویسا ہی کروں گا۔ . . . .

تم بیشک اس زمین تک نہ پہنچو گے جسکی بابت میں نے قسم کھائی۔ کہ تمہیں وہاں بساؤں گا۔ . . . .

سو تم چالیس برس تک اپنے گناہ کو اٹھائے رہو گے۔ **تب تم میری عہد شکنی کو دیکھو گے** (شمار ۱۴ باب ۳۴)

یہہ وعدہ **پیدائش ۱۷ باب ۸** میں ہے۔ جہاں اللہ تعالے حضرت ابراہیمؑ کو فرمایا ہے۔ کہ میں تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا ہوں گا۔ **اور میں تجھ کو** اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا تمام ملک جس میں تو پردیسی ہے۔ دیتا ہوں کہ **ہمیشہ کے لئے ملک ہو**۔ اور میں انکا خدا ہونگا۔ انتہے۔

پھر پیدائش ۱۳ باب ۱۴ میں ہے۔ اور بعد اس کے کہ لوط اس سے جدا ہوا۔ خداوند تعالے نے ابراہیم سے کہا کہ اپنی آنکھ اٹھا۔ اور اس جگہہ سے جہاں تو ہے۔ اُترا اور دکھن اور پورب اور پچھم دیکھ۔ کہ یہہ تمام ملک جو اب تو دیکھتا ہے۔ میں تجھ کو اور تیری نسل کو ہمیشہ کے لئے دوں گا۔

ایسا ہی خروج ۶ باب ۸ اور ۱۳ باب ۵ میں ہے۔

اب دیکھئے۔ کہ یہاں اللہ تعالے نے حضرت ابراہیم سے صاف وعدہ فرمایا ہے

کہ میں تجھ کو اور تیری نسل کو کنعان کا ملک ہمیشہ کے لئے دوں گا۔ مگر شمار (۱۴۔ باب ۳۴) میں اس وعدہ سے تجاوز فرماکر ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تم میری عہد شکنی کو دیکھو گے۔

پس جب مذہب کے رو سے خدا کی عہد شکنی تک ثابت ہو جائے۔ وہ دوسرے مذاہب پر کوئی اعتراض کرے تو بالکل انصاف سے بعید اور صریح ظلم کی بات ہے۔ فتدبروا یا اولے الالباب۔ (کثرت ازدواج کا جواب)

واضح ہو کہ ایک بڑا اعتراض جو عیسائی کرتے ہیں وہ یہہ ہے کہ حضرت نے امت کے لئے چار نکاح جائز رکھے اور اپنے لئے حد بھی قائم نہ رکھی۔ بلکہ اس سے تجاوز کر کے نو نکاح یا زائد کئے اب اسکی حقیقت سنئے۔ عرب میں کثرت ازدواج کا بہت رواج تھا۔ اور اسکے لئے کوئی حد اور کوئی قید نہ تھی۔ اور یہہ کثرت ازدواج کچھ عرب ہی سے مخصوص نہ تھی۔ بلکہ اور قوموں میں بھی تھی یہانتک کہ انبیائے بنی اسرائیل نے بھی کوئی بندش اسکی نہیں کی۔ بلکہ اکثر انبیاء نے متعدد بیبیاں کیں یہانتک کہ حضرت داؤد کی سو جوروان تھیں اور حضرت سلیمان کی ۷۰۰ سو بیبیاں اور ۳۰۰ حرم تھیں (دیکھو اول سلاطین باب ۱۱ ورس ۳) اور حضرت سلیمان کے بیٹے رجعام کی ۱۸ جوروان اور ۶۰ حرمیں تھیں (۲ تواریخ ۱۱ باب ۲۱) اور حضرت سلیمان کے پوتے ابیاہ کی ۱۴ جوروان تھیں (۲ تواریخ ۱۳ باب ۲۱) اور حضرت جدعون کی

بہت سی جوروان تھیں (قاضیوں کا ۸ باب ۳۰)

پادری ملکس صاحب مشنری لکھنؤ اپنی کتاب موسوم باصلاح سہو مطبوعہ ۱۸۸۳ء صفحہ ۲۶ میں لکھتے ہیں کہ تعدد ازدواج کے مقدمہ میں ہم بے تردد تسلیم کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں بھی اُس دستور نے بھی رواج پایا تھا۔ اور خدا نے بھی اُسکو منع نہیں کیا۔ بلکہ اُن کو برکت کا وعدہ کیا جو اُس پر چلتے تھے یعنے کثرت ازدواجی کے دستور پر۔ انتہے۔

جان ڈیوٹ صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ اور یہہ جو عیسائی الزام لگاتے ہیں کہ آنحضرت صلعم شہوت پرست تھے یہہ اُنکا الزام باطل ہے۔ کیونکہ جب آنحضرت نے ظہور کیا۔ تو اُس زمانہ میں اہل عرب میں بے انتہا نکاحوں کا رواج تھا۔ پس یہہ امر ظاہراً بیہودہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک ایسا شخص جو شہوت پرست ہو۔ وہ بدکاری اور بدروئیگی کو خود معدوم کرتا ہے۔ علاوہ اس کے جو ہم پہلے اس باب میں بیان کر چکے ہیں ہم یہہ بات بھی آنحضرت کی طرف سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ آپ بھی اپنے ہموطنوں کی مانند عورتوں سے بہت رغبت رکھتے تھے۔ اور آپنے کبھی یہہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں اُن انسانی خواہشوں سے بری ہوں جو سب آدمیوں کو ہوتی ہیں۔ بلکہ برعکس یہہ فرمایا کہ میں بھی تمہیں جیسا آدمی ہوں۔ اور بمقابلہ حضرت داؤد کے۔ جو نبی اور بادشاہ تھے اور جنکی

تابعین میں انجیل میں لکھا ہے - کہ وہ ایسے آدمی تھے - کہ جو خدا کا سا دل رکھتے تھے - آنحضرت ایسے صاف تھے جیسے ایک برف کا ٹکڑا - ڈاینا کے (پاکدامنی اور عفت کی دیوی) منہ پر گرا ہوا ہو الخ (سوبلا اسلام صفحہ ۱۳۹)

غرض انبیائے سابق نے بھی کثرت ازدواج کو کسی حد تک محدود نہیں کیا تہا - اور عرب میں بھی اسکی کوئی حد اور کوئی قید نہ تھی - البتہ یہہ خرابی عرب میں زاید ہوگئی تھی - کہ عورتوں کو نہایت تکلیف دیا کرتے تھے - نہ اُنکی خبر لیتے تھے اور نہ چھوڑ ہی دیتے تھے - عرب کے اُس ناخدا (ملاح) نے جس نے ایک عالم کا بیڑا پار لگایا - اور ورطہ ضلالت سے نکال کر ساحل نجات پر لایا - عورتوں کی حالت پر رحم کرکے عقل دور اندیش اور کمال حکمت سے وہ عمدہ قوانین جاری کئے جو کسی نبی نے نہین کئے تھے - اول تو اُس کثرت میں قلت کی - اور ایک غیر محدود امر کو چار میں محدود کیا - مگر اس حد کو بھی ایسی سخت قید سے مقید کر دیا کہ اس کثرت کا وجود بہت ہی کم پایا جاتا ہے جیسا کہ عموماً مشاہد و معاین ہے - اور جس قدر پایا جائے اُس میں بھی کوئی امر خلاف انصاف نہین - یعنے یوں فرمایا - کہ اگر تم عدل کر سکو - اور ہر بی بی کو یکساں رکھو - تب تو چار تک کی اجازت ہے - ورنہ ایک سے زیادہ جایز نہیں - حاصل یہہ ہوا - کہ وہ کشادہ دروازہ جو اُس جاہل قوم میں جاری تھا - بلکہ انبیاے سابق کے عہد میں بھی جاری رہا - اور خود انبیائے بھی ہزار ہزار

عورتیں کیں - اور کسی نے اس بات کو بند نہ کیا - اُس ختم المرسلین نے اکر بند کر دیا - خدا نے اس حکم کی تکمیل بھی شریعت محمدیہ کے حصہ میں رکھی تھی - ہاں اگر کوئی یہہ کہے کہ اگرچہ اُس بیحد کثرت میں کمی کر دی اور اُس کمی کے ساتھ بھی شرطیں اور قیدیں لگا دیں - مگر پھر بھی کسی قدر اس امر کو جایز رکھا - اس مختصر جواب یہہ ہے - کہ سطلقاً تعدد ازواج عقلاً و نقلاً کسی طرح منع نہیں ہے -

(۱) اللہ تعالے نے مرد میں قوت بہ نسبت عورت کے زیادہ رکھی ہے یہہ فطرتی امر بھی اسی کا مقتضی ہے کہ مرد کو ایک سے زیادہ نکاح کی اجازت دی جائے

(۲) مرد جتنی جوروان کرے اُتنی ہی اولاد پیدا ہو - اور عورت دس شوہر کرے بھی ایک بچہ سے زیادہ نہیں جن سکتی - پس عورت کو مرد سے کسی حالت میں مساوات نہیں - اور یہاں سے حکمت الہی اسی کی مقتضی معلوم ہوتی ہے - کہ مرد کو اُس نے کئی جوروں کے واسطے - اور عورت کو ایک ہی مرد کی واسطے پیدا کیا ہے -

(۳) عورت جننے کے واسطے ہی نہ جنوانے کے واسطے - اور مرد جنوانے کے واسطے ہے نہ کہ جننے کے واسطے - پس عورت بہت سے شوہر کرنے کے واسطے نہیں بلکہ بہت سی اولاد جننے کے واسطے ہے - اور مرد بچہ جننے کے واسطے نہیں - بلکہ جوروں کرنے کے واسطے ہے -

(۴) خدا نے اپنی مخلوق میں سے کوئی دو چیزیں مساوی نہیں پیدا کیں دیکھو

نیّروں اور اشجار اور انہار وغیرہ ہر شے کو - پس اسی قیاس کے بموجب ضرور ہے
کہ مرد اور عورت کی حالت میں بھی تفاوت ہو - یعنے یا مرد عورت سے افضل
ہو - یا عورت مرد سے افضل - اور چونکہ مرد کی فضیلت عورت پر ہر حال میں -
اور بحکم کتاب آسمانی سے ظاہر ہے اسلئے ضرور ہے کہ مرد بہت سی خدمت کرنے والوں
کا مستحق ہو - اور عورت اس کے خلاف -

(۵) انجیل میں لکھا ہے کہ کوئی آدمی دو خاوندوں کی خدمت نہیں کر سکتا متی
۶ باب ۲۴ مگر ایک خاوند بہت سے خادموں سے خدمت لے سکتا ہے - پس
عورتیں زیادہ مرد کے مناسب حال ہیں نہ اسکے برعکس -

(۶) الہامی محاورہ میں عورت کو جوتی سے تشبیہہ دی گئی ہے اور نیز جب کسی
شخص کو خواب میں جوتی دستیاب ہوتی ہے - تو اُسے عورت ملتی ہے - پس ایک
پاؤں کی جوتیاں بدل سکتا ہے - مگر کئی جوتیاں ایک پاؤں کے لئے کہیں بھی
دستور نہیں (دفع تلبیسات صفحہ ۴۰ - گلدستہ شاداب صفحہ ۱۴۱)

اب رہا یہہ امر کہ آنحضرت اس حکم کے پابند کیوں نہ رہے - اُنھوں نے
اپنے لئے دروازہ کیوں وسیع کر لیا - اسکا جواب یہہ ہے - کہ یہہ خیال بالکل غلط
ہے کہ آنحضرت نے اپنے لئے دروازہ وسیع کر لیا - بلکہ جو شخص نظر انصاف اور
غور سے دیکھے گا وہ کہدے گا - کہ بنسبت امت کے آنحضرت کے لئے زیادہ
تنگی ہو گئی - کیونکہ بعد اُن ازواج کے جو حسب دستور عرب کے آپکے نکاح میں

آ گئے تھے - یہہ آیت نازل ہوئی لا یحل لک النساء من بعد ولا ان
تبدل بہن من ازواج ولو اعجبک حسنہن یعنے اب جایز نہیں ہے
تیرے لئے کوئی عورت - اور نہ یہہ جایز ہے کہ اُنکی جگہہ دوسری بدل لے - اگرچہ
پسند آئے تجھے خوبی اُن کی - مطلب یہہ ہوا کہ جو عورتیں تمہارے نکاح میں آچکیں
وہ تو آچکیں - اب علاوہ اُن کے اور کسی سے نکاح کرنا جایز نہیں - اور نہ یہہ
جایز ہے کہ ان میں سے کسی کو چھوڑ کر اُس کے عوض دوسری سے نکاح کرو -
اب ناظرین اس حکم کو ملاحظہ فرماویں کہ آنحضرت نے اپنے اوپر تنگی کی یا فراخی -
امت کو اگرچہ چار کی اجازت دی گئی - مگر وہاں یہہ قید نہیں کہ بعد انکے مرجانے
کے - یا بضرورت طلاق دے دینے کے اور کرلینا جایز نہیں - بلکہ وہاں صرف
چار عورتوں سے زیادہ کا ایک وقت میں جمع کرنا منع ہے - اور آنحضرت کے
لئے وہی عورتیں مخصوص ہوگئیں جو پہلے سے تھیں - بعد اُن کے کسی حالت میں
دوسری عورت سے نکاح جایز نہ رہا - غور کرنے کا مقام ہے کہ جو لوگ پابند
خواہش نفسانی ہیں اُن کے نفس کے یہہ حکم کیسا خلاف ہے - خواہش نفس کے
مطابق یہہ امر ہے کہ نئی نئی عورتیں بدلتا رہے -
جو صاحب آنحضرت کی نسبت شہوت پرستی کا الزام دیتے ہیں - اس وجہ سے کہ
کئی بیبیاں آپکی تھیں - وہ اگر انصاف کیا چاہتے ہیں - تو دو امروں میں
انہیں غور کرنا ضرور ہے - **اول** تو یہہ کہ آنحضرت نے ۲۵ برس کے سن

میں حضرت خدیجہ سے نکاح کیا - اُسوقت ان کا سن چالیس برس کا تھا - اور جب تک کہ آنحضرت کا سن ۵۰ برس کا ہوا اُسوقت تک صرف اُسی ایک نکاح پر کفایت کی - اور پھر وہ بھی ایسی عورت سے جو بڑی سن رسیدہ تھیں - اب دیکھنا چاہیئے کہ آنحضرت نے عالم جوش جوانی میں جس میں ہر ایک شخص کی جسمانی قوتیں حسب حیثیت زور شور پر ہوتی ہیں - اور ہر خواہش کو ایک اُمنگ ہوتی ہے - صرف ایک بی بی سن رسیدہ پر قناعت کی - اور کسی طرح کی خواہش ظاہر نہ کی - حالانکہ عرب میں ایک سے زیادہ عورتیں کرنا کسی طرح معیوب نہ تھا - اور جب آنحضرت کا سن کہولت کو پہنچ گیا - اور وہ جوش جوانی جاتا رہا - اور وہ زمانہ آگیا جس میں ہر ایک قوت جسمانی کو ضعف ہو جاتا ہے یعنے ۵۰ سے آپکا سن تجاوز کر گیا اُسوقت آپ نے یہہ چند نکاح کئے - پھر اب یہہ کسی منصف مزاج کی عقل میں آسکتا ہے کہ ایسی حالت میں کئی بیبیاں کرنا خواہش نفسانی اور خواہش پرستی کا باعث ہے - بالفرض اگر اس سن میں کسی طرح کی خواہش تھی - تو عالم جوانی میں بہت زیادہ ہونی چاہیئے - پھر ہم جب اُس جوش کے عالم میں کسی طرح کا شائبہ شہوت پرستی کا نہیں پاتے تو اس سن میں کیونکر ہم ایسی بدگمانی کر سکتے ہیں - بلکہ ہر عاقل اس حالت کو دیکھ کر یہی کہے گا کہ آنحضرت کا کئی بیبیاں کرنا خواہش نفسانی کے سبب

ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ کسی دوسری غرض سے تھا۔ وہ غرض یہہ ہے کہ ہجرت کے
بعد جب اسلام خوب پھیلنے لگا اور بہت سی مرد عورتیں مسلمان ہوگئیں تو
ضرور ہوا کہ اسلام کی باتیں سکھانے والے بھی زاہد ہوں مردوں کے لئے مرد۔
اور عورتوں کے لئے عورتیں۔ تاکہ تبلیغ احکام الٰہی اچھی طرح انجام پاوے۔ ظاہر
ہے کہ جس طرح عورت عورت سے ہر ایک امر کہہ سکتی ہے۔ اور دریافت کر سکتی
ہے۔ مرد سے ہرگز نہیں کر سکتی۔ اس لئے ضرور تھا۔ کہ آپ کی ہم صحبت عورتیں
بھی ہوجائیں۔ تاکہ وہ عورتوں کو احکام شرعی پہونچائیں۔ اور یہہ امر ممکن نہ تھا
بغیر اس کے کہ آنحضرتؐ متعدد نکاح کریں **کیونکہ شریعت محمدیہ میں**
غیر عورت کا ہم صحبت رہنا جایز نہیں ہے۔ البتہ شریعت
عیسوی میں اسکا جواز معلوم ہوتا ہے۔ **چنانچہ متی** کے باب ۲۷ ورس
۵۵ و ۵۶ میں ہے وہاں بہتیری عورتیں جو جلیل سے یسوع کی پیرو ہوکے اُسکی
خدمت کرنے آئی تہیں۔ دور سے دیکھتی تھیں مریم مجدلیہ اور یعقوب اور یوشی
کی ماں مریم زبدی کے بیٹوں کی ماں اُنھیں میں تھیں انتہے۔ اور **لوقا**
کے باب ۸ ورس ۲ و ۳ میں ہے اور کتنی عورتیں جو بدروحوں اور بیماریوں
سے چنگی ہوئی تھیں مریم جو مجدلیہ کہلاتی تھی جس میں سے سات دیو نکل گئے تھے۔
اور یوحنا ہیرودیس کے دیوان کوزے کی جورو اور سوسنہ اور بہتیری اور جو اپنے
مال سے اُسکی خدمت کرتی تھیں اُس کے ساتھ گئیں انتہے۔ اور **یوحنا**

باب ۱۱ ورس ۵ یسوع مرتھا کو اور اُسکی بہن اور العاذر کو پیار کرتا تھا انتہے - اور متی کے باب ۲۶ ورس ۶ - ۸ جب وقت یسوع بیت عنیا میں کوڑھی شمعون کے گھر میں تہا ایک عورت مرمر کے ڈبے میں بیش قیمت عطر اُس کے پاس لائی - اور جسوقت وہ بیٹھا تھا اُس کے سر پر ڈالا تب اُس کے مرید دیکھہ کر خفا ہوے - اور بولے یہہ بیجا خرچ کس لئے ہے - یہہ عطر بہت قیمت کو بیچا جاتا انتہے - ان مقاموں سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ غیر عورتوں سے شریعت عیسوی میں خلا ملا درست ہے - اور شاید اسی وجہ سے عیسائیوں کے یہاں پردہ نہیں ہے - اور عام طور سے دیکھا جاتا ہے کہ عیسائیوں کی عورتیں بے تکلف اور بے روک ٹوک غیر مرد کے پاس خلوت اور جلوت میں جاتی ہیں - جب شریعت عیسوی میں اسطرح کا خلط ملط غیر عورتوں سے جائز ہے - تو وہاں متعدد نکاح کرنے کی کیا حاجت ہے - ہر ایک عورت تخلیہ میں اگر ہر ایک امر دریافت کر سکتی ہے - مگر اسکی وجہ سے جو کچھہ فتنہ متصور ہے وہ ظاہر ہے -

دوسرے یہہ کہ فی نفسہ بیوی نہ کرنا کوئی عمدہ اور پارسائی کی بات نہیں ہے دیکھو بہت سے جہنت اور گوسائیں نکاح نہیں کرتے - اور اکثر دریا کنارے بیٹھے جپن کرتے ہیں - ہزاروں مرد اور مہ جبین عورتیں اُنکی خدمت میں حاضر رہتی ہیں پھر کیا پادری صاحب اُنہیں اُن انبیا ء کرام پر ترجیح دینگے جنہوں نے کئی کئی بیویاں کی تھیں اور گسائیوں کو جانے دیجیئے اپنے گھر کا حال

جنہنے پولوس مقدس کی ترغیب سے عیسائیوں کے مقدس فادروں اور
پادریوں نے بھی گسائیوں کی روشن اختیار کی تھی۔ مگر جب جرجیس اکبر
نے اپنا تالاب صاف کرایا تو انہیں بزرگ پادریوں کے مجرد رہنے کی کرامت
یہہ ظاہر ہوئی کہ چھہ ہزار حرامی بچوں کی کھوپڑیاں اُس میں
سے نکلیں جو اُنھوں نے بغرض اخفاے زنا اُس تالاب میں ڈالدی تھیں
اور معلوم نہیں کہ زیر زمین کتنے ایسے بیگناہ دفن ہوے ہونگے۔ اور رومن
کانتھلک کے یہاں پادریوں کے مجرد رہنے اور عورتوں کے نن ہونے کا
دستور اب تک جاری ہے جب عورت نن ہوجاتی ہے تو پھر اُسکا نکاح نہیں
ہوتا۔ اور کوئی اُس کے پاس ظاہرا جانے نہیں پاتا بجز اُن فادروں کے جو مجرد
رہتے ہیں۔ اور نکاح نکرنے کی وجہ سے مقدس گنے جاتے ہیں ان پارسا عورتوں
کی کیفیت رسالہ مسٹریز آف اے کانونٹ مولفہ ہیریانا ٹک مطبوعہ
فلاڈلفیہ میں دیکھنا چاہئیے۔ کہ کیا کیا پوشیدہ کارروائیاں یہہ پارسا عورتیں کرتی
تھیں جس طرح مجرد رہنا یا صرف ایک بیوی کرنا پارسائی یا عالی مرتبہ ہونے
کی دلیل نہیں ہوسکتی اسی طرح زیادہ بیویاں کرنا قابل الزام نہیں ہوسکتا۔
دیکھو حضرت داؤد کی سو بیویاں تھیں۔ اور پھر بھی بہت سے اُن پیغمبروں
سے افضل تھے۔ جنکی ایک یا دو بیویاں تھیں چنانچہ بیبل میں حضرت
داؤد کی بڑی عظمت کے ساتھہ تعریف ہے۔ وہ معزز نبی سور د الہام تھا۔

جب تک کہ زندہ رہا سوائے اوریا کی جورو کے اور کثرت ازدواجی میں حضرت داؤد پر الزام نہیں لگا یا گیا - کتاب سلاطین اول باب ۱۴ ورس ۸ میں حق تعالے یوں فرماتے ہیں - داؤد نے میرے حکموں کو حفظ کیا - اور اپنے سارے دل سے میری پیروی کی تاکہ فقط وہی کرے جو میری نگاہ میں اچھا تھا - پھر داؤد زبور ۱۸ ورس ۲۱ میں اپنی تعریف یوں کرتے ہیں - اسلئے کہ میں نے خداوند کی راہیں یاد رکھیں - اور شرارت کرکے اپنے خدا سے مُنہ نہ موڑا ۲۲ - کیونکہ اُس کے سارے حکم میرے زیر نظر رہے - اور اُس کے قواعد کو میں نے اپنے سے دور نہ کیا ۲۳ میں اُس کے ساتھ سیدھا رہا - اور میں نے آپکو اپنی بدکاری سے باز رکھا ۲۴ سو خداوند نے میری صداقت کے مطابق - اور میری پاکدستی کے موافق جو اُس کی آنکھوں کے سامنے تھی - مجھ کو جزا دی یہاں سے ظاہر ہے - کہ **حضرت داؤد** کی کثیر الازدواجی حکم الہی اور اُسکی رضا سے تھی اور خدا تعالے نے اُنکو اس امر میں ہرگز الزام نہیں لگا یا -

پادری عماد الدین صاحب بھی - اپنی ہدایت المسلمین مطبوعہ ۱۸۶۸ء کے صفحہ ۲۰۷ میں لکھتے ہیں داؤد اُن سب لوگوں میں انوار الہی کا مہبط - اور دائرہ عباد کا مرکز - اور سلطنت اسرائیل کا پہلا مسیح ہے - اور وہ اُس تاریکی کے عہد کا قمر بھی ہے الخ

اب اہل انصاف کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ خود غور کریں - اور پادریوں کے

تعصب اور عناد کو ملاحظہ فرمائیں۔ کہ حضرت سرور انبیا محمد مصطفےٰ صلعم تو بیبیاں کرنے سے نعوذ باللہ شہوت پرست ہوجائیں۔ اور حضرت داؤد باوجود سو بیبیاں کرنے کے مہبط انوار الٰہی اور دائرہ عباد کے مرکز ٹھیریں۔ افسوس انکے عناد پر۔ اب پادری صاحبوں کے تعصب و عناد کی اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوگی۔ اور لطف یہہ ہے کہ تعدد ازواج کے نہی نہ توریت میں ہے نہ انجیل میں۔ چنانچہ تواریخ سیر الاسلام باب ۵ جسے بابو پیتمبر نے انگریزی سے ترجمہ کیا اُس کے صفحہ ۲۱۹ میں لکھا ہے۔ کہ پُرانے مصنفوں سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُن کے پادریوں کو اجازت چار چار بیبیاں تک تھی۔ انتہٰے۔ اور اُس سے پیشتر تو سب انبیاء علیہم السلام کا یہی دستور تھا اسکا مفصل حال امام فن مناظرہ اہل کتاب کی نوید جاوید۔ اور دولت فاروقی وغیرہ میں دیکھنا چاہئے۔

پھر زیادہ بیوی کرنے کو عیسائی لوگ شہوت پرستی کس وجہ سے کہتے ہیں۔ کیا خدا نے شہوت پرستی کو جایز رکھا۔ اور کسی نبی کی معرفت اُس کی بُرائی ظاہر نہ کی۔ غرض کہ جو کچھ الزام عیسائی لوگ حضرت سرور انبیاء پر لگاتے ہیں۔ وہ الزام حقیقت میں خدا پر ہے **آن حضرت نے وہی کام کیا تھا۔ جو حضرت یعقوب اور حضرت جدعون اور حضرت داؤد نے کیا تہا۔** (رد فع التلبیسات صفحہ ۳۹-۴۰)

جان ڈینپورٹ صاحب کی کتاب اپالوجی فار محمد اینڈ قرآن کے

ترجمہ موید الاسلام میں لکھا ہے - کہ آپ نے جب تک حضرت خدیجہ زندہ رہیں
اس قانون کا فایدہ اُٹھایا جس میں ایک سے زیادہ نکاح جایز تھا - آپ ہمیشہ
بڑی وفاداری سے اپنی بی بی کے ساتھ بسر کئے گئے کہتے ہیں کہ اُن کی وفات کے
بعد حضرت نے گیارہ یا بارہ نکاح کئے - اور آپ پندرہ یا تیرہ عورتوں سے منسوب
ہوئے تھے - اس سبب سے بعض مخالف مورخ آپ پر بہت اعتراض کرتے ہیں -
اور آپ کے اس فعل کو شہوت پرستی کی طرف منسوب کرتے ہیں - معاذ اللہ مگر
علاوہ اس بات کے کہ اہل عرب اور مشرقی لوگ - آنحضرت کے وقت میں ایک سے
زیادہ نکاح کیا کرتے تھے - اور اُنکا یہہ فعل قبیح نہ خیال کیا جاتا تھا - یہہ بات بھی یاد
رکھنا چاہیے - کہ آپ پچیس برس کی عمر سے پچاس برس تک
ایک ہی بی بی پر قانع رہے اور جب اُنہوں نے ترسٹھ سال کی
عمر میں انتقال فرمایا - اُس وقت تک اُن کے ہاں کوئی بیٹا نہ پیدا ہوا تھا -
اب ہم پوچھتے ہیں کہ یہہ بات ممکن ہے - کہ ایک شخص شہوت پرست ہو - اور
ایسے ملک کا باشندہ ہو جہاں ایک سے زیادہ نکاح کرنے جایز ہوں - اور
وہ شخص پچیس برس تک صرف ایک بی بی پر قانع رہے غالب ہے کہ
آنحضرت نے جو اپنی عمر کے تیرہ سال کے عرصہ میں بہت
سے نکاح کئے وہ صرف فرزند کی امید میں کئے ہوں گے

(موید الاسلام صفحہ ۳۱)

گاڈفری ہنگس صاحب اپنی کتاب کی دفعہ ۴۲
میں فرماتے ہیں کہ صرف آپ کی پچیس برس کی عمر تھی - جو وقت کہ خاص جوش
جوانی کا خیال کیا جاتا ہے - آپ نے خدیجہ سے نکاح کیا - جو آپ سے ۱۵ برس بڑی
تھی - اور گو بموجب قواعد اپنے ملک کے کہ آپ بہت سے نکاح کر سکتے تھے - آپ
اس قاعدہ سے متمتع نہ ہوئے - اور تاحین حیات اُس بی بی کے اُسی کے ساتھ
۲۲[1] برس معہ عیال کثیرہ کے نباہ کیا - مجھ کو خوف ہے کہ آپ کے دوستوں کو اس
امر کے عذر میں بجز اس کے اور کچھہ نہ سوجھے گا جسکی وجہ سے آپ متول ہو گئے تھے
بشرطیکہ اُن کو یقین ہو کہ ایک جوان شخص جس میں سب خوبیاں جسمانی ہوں
چالیس برس کی عورت سے رغبت رکھہ سکتا ہے - اگر یہہ بات مشہور نہ ہوتی
کہ آپ نے اپنی بی بی کے مرنے کے بعد فوراً تین یا چار نہایت حسین اور کم عمر
عورتوں سے نکاح کر لیا - آپ کے دشمن باوجود آپکی اولاد کثیر ہونے کے یہی سمجھتے
کہ آپ میں قوۃ باہ نہ تھی[2] انتہے (حمایت الاسلام صفحہ ۳۰)

---

[1] ۲۲ برس نہیں ۲۵ برس - [2] بلا شک و شبہ پادری لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے ۴۰ سال کی بوڑھی عورت سے نکاح اسلئے کیا تہا - کہ آپ عورت پر قادر نہیں ہو سکتے تھے - اور اگرچہ آپکی اولاد کو اہل اسلام بکثرت شمار کراتے تو اُن کو یقین نہ آتا - خیر پادری بتائیں کہ معاذ اللہ استغفر اللہ اگر آپ عورتوں سے زیادہ رغبت رکھتے تھے تو عین جوانی میں بوڑھی عورت سے کیوں شادی کی اور جوانی کے ختم ہونے تک یعنے اپنی عمر کے ۴۰ سال تک کیوں دوسری عورت سے نکاح نہ کیا حالانکہ اُن کی شریعت میں جایز تھا - کہ دو چار سے نکاح کر لیں -

پھر گاڈفری ہنگس صاحب اپنی کتاب کے دفعہ ۶۰ میں
فرماتے ہیں اگر کثرت ازدواج کی اجازت کے سبب سے جو آپ کے پیروؤں کو
حاصل ہے - اور اُس کی نسبت بہت سی سخت آئین بھی ہیں عیسائی پادریوں کو
کسی قدر فتح حاصل ہو - تب بھی آپ کے بعض مسایل ایسے ہیں جو طالبان صدق
کو اس امر پر باعث ہوں گے کہ الزام کا ذریعہ نہ بنے شہوت رانی میں شک کریں
یا بالکل انکار کریں - مثلاً رمضان کے روزے جو دوران سال قمری کی وجہ سے
ملک ایشیا میں اکثر گرمی میں آپڑتے ہیں - اور دیندار مسلمان کو صبح سے شام
تک ۳۰ روز برابر ایک لقمہ کھانے یا شدت پیاس بجھانے کو ایک قطرہ پانی پینے
کو ممانعت ہوتی ہے - ایسے میں جو ذریعہ نہ بنے شہوت رانی کے مخالف ہیں
بلکہ حج کی نسبت کابل لوگ اوعیاش کیا کہیں گے یقیناً محمد صلعم پر اس سخت سفر
کے حکم دینے سے - اگر آپ نے فی الواقع حکم دیا ہے جس میں مجھ کو شک ہے[۱]

انتہی (حمایت الاسلام صفحہ ۳۹)

اب ہجرت اور شیوع اسلام کے بعد حضرت رسول مقبول کی کثرت ازدواج
کے بواعث خلاصہ کے طور پر پھر دوہرا کر لکھ دیتے ہیں تا کہ صاحبان انصاف اُس
پر غور فرماویں -

(۱) اسلام میں مستورات کے لئے پردہ کا سخت حکم ہے - اور پردہ کی جو کچھ فضیلت ہے

[۱] گاڈفری ہنگس صاحب مسلمان نہیں ہیں اسلئے مسئلہ حج میں شبہ کرتا ہے ناظرین شاہد رہیں

محتاج بیان نہیں - اس خصلت نیک کے سبب اسلام ایک جہان کا محمود ہورہا ہے - پس اگر حضرت زیادہ ازدواج نہ کرتے تو مومن عورتوں کے لئے باطنی خفیہ امور دین کی تعلیم کی کیا سبیل تھی ؟ اور انہیں اسلام اور ضروریات دین کی باتیں کون بتاتا ؟ اور بھی جیسا انسان کے حال سے اُس کے گھر کے لوگ واقف ہوتے ہیں - اور کوئی نہیں ہوسکتا - پس اگر زیادہ ازواج نہ ہوتیں تو بے شمار مومن عورتیں حضرت سے مسایل دین جنکو شرم و حیا کے سبب خود نہیں پوچھ سکتی تھیں کیونکر دریافت کرتیں - اور احادیث صحاح جو اکثر ازواج سے خصوصاً حضرت عایشہ صدیقہ سے - جو بڑی فقیہ اور عالم تھیں مروی و منقول ہیں حضرت کی کثیر الازدواجی کا یہہ موجب اور بھی تائید پاتا ہے - کہ یہہ امر واسطے اشاعت دین کے تھا -

(۲) حضرت رسول مقبولؐ کی کثیر الازدواجی کا موجب یہہ بھی تھا - کہ تا انتظام خانہ داری اور تدبیر منزل میں عوام مومنین کے لئے اعلے نمونہ بنیں - اور تمام مسلمان اُسی نمونہ پر چلیں - اور عورتوں کے ساتھ اچھا نباہ کریں - اور خوش سلوک رہیں - اور یہہ سمجھ لیں کہ جب رسول کریم صلعم باوجود اس قدر علایق اور عیالداری کے ایسا نباہ کرتے رہے تو ہمیں باوجود ایک دو بیوی ہونے کے کسقدر انصاف اور حسن سلوک نہ برتنا چاہئے - قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیرکم خیرکم لاہلہٖ وانا خیرکم لاہلی الحدیث -

(۳) کثرت عیالداری۔ اور تعلقات کثیرہ انسان کی ترقی اور بہبودی کے سخت سدراہ اور مانع ہیں۔ اور ان خانگی علایق اور مخمصوں میں انسان کو کچھہ سوجھتا نہیں پس کثرت ازدواجی کا ایک یہہ بھی سوجب تھا۔ کہ لوگ خیال نہ کریں کہ ایک آزاد اور فارغ البال آدمی نے اگر فتوحات عظیمہ اور ترقی اسلام کثیرہ حاصل کرلی تو کیا ہوا بلکہ تمام ترقی مذہب و فتوحات عظیمہ صرف تائید الٰہی پر منحصر رہیں۔ اور سب کو معلوم ہوجائے۔ کہ باوجود ایسے سخت تعلقات کے ایسے فتوحات بآسانی ہوجانے۔ محض عنایت الٰہی شامل حال ہوجانے کے سبب سے تھے۔ ورنہ ایسے تعلقات خانہ داری اور مشکلات میں انسان کو گھر ہی کے جھگڑے اور مخمصے نہیں چھوڑتے۔ تا بفتوحات چہ رسد

(۴) جیسا کہ **جان ڈینپورٹ** صاحب لکھتے ہیں۔ یہہ وجہہ بھی قرین قیاس ہے۔ کہ آپ نے زیادہ بیویاں فرزند کی ہوس میں کی ہوں۔

(۵) اُس ملک میں حضرت سے پیشتر ہی کثرت ازدواجی کی رسم جاری تھی۔ اور اُسکی کچھہ حد معین نہ تھی۔ پس اگر ملک کے دستور کے موافق آپ نے محدودہ چند نکاح کرلئے۔ تو بھی شہوت رانی کے لئے آپکو کونسی وسعت ہوگئی؟ اور کونسی حد سے آپ نے تجاوز فرمایا؟

مسلمانوں کے لئے جو چار جوروؤں تک کا کرنا روا ہے۔ تو اُس کے یہہ معنی نہیں ہیں۔ کہ ہر ایک مومن کے لئے حکم ہے کہ وہ ضرور چار جوروؤں تک

نوبت پہنچاوے۔ بلکہ جیسا کہ عموماً عام مسلمانوں میں مشاہد و معاین ہے ایک ہی
عورت پر اکتفا کی جاتی ہے۔ اور ایک سے زیادہ بہت ہی کم کسی مسلمان کے گھر
ہونگے۔ اکثر ایک ہی عورت سے نکاح کرتے ہیں۔ پس ایک سے زیادہ نکاح
کرنے کا جو حکم ہے وہ اباحتاً ہے نہ جوباً۔ اور وہ ایسا سخت حکم ہے۔ کہ بہت ہی کم
ممکن ہے۔ کہ کوئی ایک سے زیادہ نکاح کرے۔ کیونکہ شریعت اسلامیہ میں
سب عورتوں کو یکساں رکھنے اور مساوی سمجھنے کا نہایت شدید حکم ہے۔ اور
بے انصاف کے لئے سخت وعیدیں آئی ہیں۔ کہ ایک ہی کی طرف ہرگز نہ جھکے۔
سب کا حق مساوی جانے قال اللہ تعالیٰ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین
النساء ولو حرصتم کل المیل الخ پس تکمیل شریعت کے لئے مصلحت
ملکی کے لحاظ سے ایک سے زیادہ ازدواج کرنے کا حکم تو نہایت ضروری تھا۔
کیونکہ بعض مُلک کے لوگ زیادہ ازدواج کی ضرورت رکھتے ہیں۔ اور بعض کے
کم۔ پس اگر ایک سے زیادہ نکاح کا حکم نہ ہوتا۔ تو سخت مشکل پڑتی اور جن
ممالک میں تاثیر ملکی کے لحاظ سے زیادہ عورات کی ضرورت رکھتے ہیں۔ بہ سبب
عدم جواز زنا اور حرامکاری میں نہ پھنستے۔ اور نتایج بد پیدا ہوتے۔ پس جواز
کا حکم اس سے افضل و اکمل ہے کہ انسان گناہ میں پھنس کر اپنی عاقبت کو
سنوارے۔ ہاں یہہ انسان کے اختیار ہے کہ وہ عبادت الٰہی میں فراغت ملنے
اور دنیا کے مخمصوں میں زیادہ پھنسنے اور مصلحت کے لحاظ سے ایک ہی پر

اکتفا کرے - اور صابر ہو تو ایک بھی نہ کرے -

اب پردہ داری کی رسم کے نا ہونے - اور چار جورواں نا کرنے کے
نقصان سے بھی واقف ہونا چاہیئے - انگلستان میں اس رسم کے ترک ہونے
کے سبب بے شمار عورتیں غیر منکوحہ رہکر دو گناہ عظیم یعنے زنا اور اُس کے چھپانے
کے لئے قتل اطفال و لدالزنا میں کس قدر کثرت سے مبتلا ہوتی ہیں - چنانچہ ایرش
ٹائمس مورخہ ۱۲ - اگست ۱۸۶۸ء مطبوعہ ڈبلن سے دریافت ہوا کہ انگلنڈ خاص میں
بحساب تیس ہزار سالانہ بچے بیگناہ قتل ہوتے ہیں - کیونکہ دس برس میں تیس ہزار
معصوم قتل ہوئے تکئے چھوٹے چھوٹے قبروں سے بھرے ہیں - مگر تین ہزار اُن
میں سے بے کفن دفن پھینکے گئے بعضے گرجا گھروں میں بعضے اصطبلوں میں بعضے
مکانوں کے چھتوں پر بعضے خالی قبرستانوں میں بعضے کوا غذات کے صندوقوں
میں بعضے نالوں میں گھر کا کوڑا پھینکنے کے مکانوں میں گھوڑوں پر گدہوں
خندقوں تالابوں میں مکانوں کی نیو میں ریلگاڑی میں نشستگاہوں کے تلے رکھے
گھر میں جہاں اسباب رکھا جاتا ہے وہاں پوٹلی میں بندھے ہوئے کاغذ میں
لپٹے ہوئے - اور راہوں اور خندقوں میں ننھی ننھی لاشیں یا خانوں میں ٹکڑے
کئے ہوئے نابدانوں میں ملتے ہیں - معلوم نہیں کہ کتنے بیگناہ مقتول بچے
ندیوں اور دریاؤں میں ڈبوئے گئے کہ جنکا نشان بھی نہیں ملا سال گذشتہ
میں لندن جو پایۂ تخت انگلنڈ ہے فقط اس کے کوچوں میں چار سو کیاسی

لاشیں ننھے ننھے بچوں کی ٹری ملین یہاں بہت ایسی عورتیں اور بعض مرد بھی
ہیں جو دیکھنے میں بھلے آدمی ہیں انکا پیشہ یہہ ہے کہ بچوں کو ماؤں سے لیکر اپنے گھروں
میں پالنے کو لاتے ہیں۔ اور ربا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بھوکھ سے پیاس سے
یا استعمال زہروغیرہ سے بچوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ بعضے مائیں حرامکار ایسے
ہیں کہ وہ چھ سوسے ہزار روپیہ تک ان قتالوں کی نذر بخوشی کرتے ہیں۔ کہ پھر
بچوں کی صورت نہ دیکھیں ایسے پیشے والے لوگ جو بچوں کو لیتے ہیں عجب عجب
اصطلاحیں انکے ہیں بچوں کو سسک سسک کے ایک مدت میں مارنا اُن کے
نزدیک اُس کے گھر کو بھیجدینا ہے۔ انکو فاقہ اور بھوکھہ میں رکھنا انکی اصطلاح
میں روزی دہندہ کو امداد پہنچانا ہے۔ میزاب میں دفن کرنے کو ان کے یہاں
نقل مکان کہتے ہیں۔ زہر سے بچوں کو بیہوش کرنا۔ اور ہمیشہ حالت بیہوشی
میں رکھنا انکے یہاں خاموشی کہلاتی ہے۔ ان لوگوں کو زارع الاطفال کہتے ہیں۔
یعنے بچوں کی زراعت کرنے والے ان ظالموں کے بہی درجے ہیں بعضے غریب
گندہ مکانوں میں ایک ایک ڈربے میں سات سات بچوں تک بند رہتے ہیں۔
بعضے اچھے مکانوں میں جو فراخ اور کشادہ ہیں رہتے ہیں۔ افیون کا عرق یعنے
لارڈنم اُن بچوں کو جو زندہ ہیں اکثر خاموش رکھتا ہے نہ روتے ہیں نہ چلاتے ہیں
یوہنی گھل گھل کے مرجاتے ہیں دو تین پونڈ یعنے بیس بیس روپئے جو اس ملک
میں نہایت ہی کم ہیں فی ظالم عورتیں لیکر ماؤں سے وعدہ کرجاتی ہیں کہ پھر وہ اپنے

بچوں کی صورت کبھی نہ دیکھین گے - اور یہہ قطامہ بجوتی دیتی ہیں - اے
لعنت خدا کی کہ ایک لحظہ کی عیش غلیظ پر خون بے گناہ اپنے بچوں کا اپنی گردن
پر لیتے ہیں اور سوال (بائی ذنب قتلت) یعنے کس گناہ پر قتل کئے گئے - سے
نہیں ڈرتے ہیں - جو روزنامہ صاحبان کمشنران محافظت اطفال کا ہے اس میں
ایسے ایسے حوادث جانکاہ بھرے ہیں - کہ اعادہ ذکر آن ناکردنی اولے تر ہست -
اگرچہ ہزاروں اس طرح سے قتل ہوتے ہیں تب بھی وہ نطفہ حرام جو زندہ ہیں تعداد
میں بے شمار ہیں - یہہ حال جو لکھا گیا فقط انگلنڈ کا تھا اسکا ٹلنڈ اور ویلز اور
آیرلینڈ - جو اور اجزا اس سلطنت کے ملے ہوئے ہیں اس میں نہیں داخل ہیں - ورنہ
فقط ویلز میں مجھہ کو یاد ہے کہ ایک سال عدد اولاد نکاحی ایک ربع - اور ولد الحرام
قریب تین ربع کے تھے ہند میں ایام غدر میں جو چند سپاہیان فوج انگریزی نے
آتش غضب اور غصہ میں بیگناہ بچوں کا خون کیا تھا - اس پر ہند اور ہندی سب
اہل انگلستان کے نزدیک یکقلم گنہگار اور روسیاہ ٹھیر گئے تھے - اور گیہوں کے
ساتھہ گھن بھی پسے - مگر یہہ معصوم بچے جو ولد الزنا اور اولاد حرام ہزارہا خود پائے
تخت انگلستان میں حلال ہوتے ہیں - اور قاتل اُن کے آتش غضب اور
غصے سے نہیں بلکہ محض شرم بیجا اور نفع دنیوی کے واسطے ان گلوں کو خون سے
لال کرتے ہیں - اور اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ اس جرم اور اُس جرم میں دیکھو
کتنا فرق ہے ؏ تفاوت از زمیں تا آسمان ست + تمت کلامہ از اودہ اخبار

نولکشور نمبر ۶۲ - جلد ۱۳ مطبوعہ ۱۷ نومبر ۱۸۷۱ء صفحہ ۱۲۴۰ (رقیمۃ الوداد صفحہ ۴۰ - ۴۱)

پوشیدہ نہ رہے کہ حضرت مسیح کا نکاح نہ کرنا بھی کچھ فضیلت کی بات نہیں ہے کہ حضرت مسیحؑ کے ساری عمر نکاح نہ کرنے کو کمال خوبی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

بنظر وجوہات ذیل۔

(۱) وہ بیچارے خود دن رات یہودیوں کے خوف سے ویرانوں میں چھپتے پھرتے تھے۔ اور جان پر بن رہی تھی لومڑیوں کے لئے ماندے۔ اور چڑیوں کے لئے بسیرے تھے۔ پر ابن آدم کے لئے جگہہ نہ تھی۔ جہاں اپنا سر دھرے رستی ۸ باب ۲۰) پس ایسی حالت میں اُنہیں نکاح کب سوجھتا تھا۔

(۲) ۳۳ برس تک تو اکثر لوگوں کا بیاہ بھی نہیں ہوتا۔ پس اُنکی عمر کوئی ساٹھ ستر تک نہیں پہنچی کہ اُنکا نکاح نہ کرنا فضیلت اور بڑی بات سمجھی جاوے۔

(۳) جب کہ اجنبی عورتوں کے ساتھ انجیل کے رو سے اونکا اختلاط اور پیار کرنا ثابت ہے تو مخالف اُنکا نکاح نہ کرنا کب اُن کے حق میں مضر خیال کر سکتا ہے۔

(۴) باوجود قدرت وسعت نکاح نہ کرنا اور مجرد رہنا کچھ فضیلت کی بات ہو سکتی ہے۔ اور جبکہ نکاح پر اُنکی قدرت ثابت نہیں تو کس طرح نکاح نہ کرنا

اُن کے حق میں فضیلت سمجھی جاوے۔ شاید نامروشنی ہوں (استغفراللہ)

اسلام کی کثرتِ ازدواج پر نصاریٰ فضلا کی رائیں

بعض نامور اور فاضل عیسائیوں نے جو کثرت ازدواج کی حمایت میں اپنی رائیں لکھی ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں انہیں بھی درج کردیں۔ تاکہ تمام دنیا کو معلوم ہوجائے۔ کہ عیسائی لوگوں کے اعتراضات کسقدر عقل اور انصاف سے دور ہوتے ہیں۔ کہ خود اُنہیں کے علما و فضلا اُن کو قایل کرتے ہیں۔

(۱) مسٹر ڈیون پورٹ صاحب مانٹسکیو کی راے یوں نقل کرتے ہیں کہ "گرم ملک میں عورتیں آٹھ نو یا دس برس کی عمر میں نکاح کرنے کے لایق ہوجاتی ہیں۔ پس اُن ملکوں میں بچپن اور نکاح کے لایق جوانی گویا ساتھ ہی ساتھ ہوتی ہے۔ بیس برس کی عمر میں وہ بڑھیا ہوجاتی ہیں۔ پس اسلئے یہہ ایک قدرتی بات ہے کہ اُن ملکوں میں جبکہ کوئی قانون مانع نہو انسان ایک جورو کو طلاق دیکر دوسری جورو کرلے اور تعدد ازدواج کا قاعدہ جاری کیا جائے"۔

(۲) مسٹر ہگینس صاحب لکھتے ہیں کہ "علم قواے انسانی اور علم طبعیات کے ماہرین نے بعض وجوہات ایسی دریافت کی ہیں جو تعدد ازدواج کے واسطے بطور ایک عذر کے متصور ہوسکتی ہیں اور گو ہم شمالی ملکوں کے سرد خون والے مینڈک کے سے مزاج کے جانداروں سے متعلق نہیں ہوسکتے ہیں مگر ہنی اسمٰعیل

ے ایسا خصم کہہ سکتا ہے - ہمارا اعتقاد نہیں

سے جو گرم ریگستان کے رہنے والے ہیں متعلق ہو سکتے ہیں۔"

علاوہ اسکے وہ بیان کرتے ہیں کہ سر ڈبلیو اُوسلی صاحب کے مجموعہ متضمن حالات ایشیا صفحہ ۱۰۰ میں یہہ بیان کیا گیا ہے کہ "ایشیا کے گرم ملکوں کی تاثیر سے دونوں گروہ یعنی مرد و عورت میں ایک ایسا اختلاف ہوتا ہے جو یورپ کی آب و ہوا میں نہیں ہے۔ جہاں دونو برابر برابر اور بتدریج عالم ضعیفی کو پہنچتے ہیں۔ مگر ایشیا میں صرف مرد ہی کو یہہ بات حاصل ہوتی ہے کہ ضعیفی میں بھی قوی اور طاقتور رہتا ہے۔" اگر یہہ بات سچ ہے تو بانی مذہب اسلام کے لئے اس بات کی کہ انہوں نے متعدد جوروؤں کی اجازت دی ایک بڑی وجہ تھی۔

(۳) مسٹر طامس کارلائل مرحوم جو اس زمانہ کی دنیا میں ایک نہایت مشہور شخص تھے اپنی کتاب ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ کے لکچر دوم میں لکھتے ہیں کہ "اسلام کی میل الی الشہوات کی نسبت بہت کچھ تقریریں اور تحریریں ہوئی ہیں اور یہہ اعتراضات انصاف کی حد سے بڑھکر ہیں۔ وہ اجازتیں جو ہمکو قبیح معلوم ہوتی ہیں اور جنکی پروانگی نبی عربی نے دی وہ خاص اُن کی ایجاد نہ تھیں انہوں نے ان باتوں کو عرب میں قدیم سے مروج اور غیر معیوب پایا۔ مگر انہوں نے جو کچھ کیا وہ یہہ کیا کہ اُن کو روک دیا نہ صرف ایک ہی طرف سے بلکہ کئی پہلو سے۔"

(۴) مسٹر باسورتھ سمتھ صاحب ایم اے سلمہ اللہ تعالے اگرچہ بالطبع عیسائیت کو اسلام پر ترجیح دیتے ہیں مگر تاہم جو کچھ اُنہوں نے اسلام کی تائید میں لکھا ہے وہ ہماری نہایت شکرگزاری کا مستحق ہے۔ وہ لکھتے ہیں "اسلام کی نسبت جو بات نہایت بار بار کہی جاتی ہے وہ یہہ ہے کہ اُس کے اسقدر کامیاب ہونے کی وجہ یہہ ہے کہ وہ ایک بڑی حد تک شہوات نفسانی کے پورا کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ مگر اس سے زیادہ کوئی جھوٹی بات نہیں ہے جسکے معنی گویا یہہ ہیں کہ ایک مذہب اپنی بداخلاقیوں کی وجہ سے بھی دائمی کامیابی حاصل کرسکتا ہے۔ میں نہیں کہتا کہ اسلام اپنی اخلاقی حالت میں کامل عیسائیت کے برابر ہے۔ کیونکہ محمد صلعم نے عربوں کے لئے نئے خصائل وعادات تجویز نہیں کئے اور یہہ اُنکی دانائی تھی۔ کیونکہ عربوں کے خصائل وعادات کو یکایک بدل دینا یا محو کرڈالنا ممکن نہ تھا۔ سولن (ایک مشہور ترین یونانی مقنن اور حکیم تھا) نے اپنے قوانین کی نسبت کہا ہے کہ "گو میرے قوانین ایسے نہیں ہیں جو بہترین کہے جاسکیں۔ مگر البتہ وہ اتھینز کے لوگوں کی حالت کے لحاظ سے اُن کے لئے بہترین قوانین ہیں" اور اُسکا یہہ جواب عموماً صحیح تسلیم کیا جاتا ہے"۔

(۵) ایزک ٹیلر صاحب نے افریقہ میں مذہب اسلام کی نسبت بحث کرتے ہوئے قصبہ ولورہمپٹن کی چرچ کانگریس کے روبرو اپنی رائے

حسب ذیل بیان کی ہے کہ "دو بڑی عملی شکلیں افریقہ کو اعتقاد پر لانے کے لئے ہیں یعنی تعدد ازواج اور خانگی غلامی۔ محمدؐ نے ان کی ممانعت نہیں کی جیسا کہ موسےٰ نے بھی نہیں کی تھی۔ یہہ ناممکن ہوتا لیکن اُس نے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) اُن کی بُرائیوں کو ہلکا کر دینے کی کوشش کی۔ غلامی مذہب اسلام کا کوئی جزو نہیں ہے۔ وہ بطور ایک اضطراری بُرائی کے محمدؐ نے جایز رکھی تھی جیسا کہ موسےٰ اور سینٹ پال نے کیا تھا۔ تعدد ازواج ایک بڑا دقیق مسئلہ ہے۔ موسیٰ نے اُسکو نہیں روکا اور داؤد جس کا خدا سا دل تھا اُس کو عمل میں لایا۔ اور انجیل میں صاف طور سے ممنوع نہیں ہے۔ اگرچہ اُس کے اصلی منشا کے برخلاف ہے۔ محمدؐ نے تعدد ازواج کی بیحد اجازت کو محدود کر دیا۔ صرف ایک عورت سے شادی کرنا شاذ و نادر نہیں ہے۔ بلکہ سب سے زیادہ تہذیب یافتہ مسلمان ملکوں میں یہہ ایک عام قاعدہ ہے۔ ہم کو یہہ ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ رسم تعدد ازواج مع اپنی تمام بُرائیوں کے اُسی کے ہموزن فواید بھی رکھتی ہے۔ اُس نے دختر کُشی کی رسم کو بالکل موقوف کر دیا ہے۔ اور ہر ایک عورت کا ایک قانونی ولی اُسی کے سبب سے ہوتا ہے۔ تعدد ازواج کے سبب مسلمانوں کے ملک پیشہ ور عورتوں سے جو کہ مذہب سے خارج کر دی گئی ہیں بالکل

بری ہیں - اور یہہ تمام عیسائی ملکوں کی زیادہ تر رسوائی کا باعث ہیں
بہ نسبت تعدد ازدواج کے جوکہ اسلام کے لئے ہے - اور ٹھیک طور سے باقاعدہ
بنائی ہوئی رسم تعدد ازدواج مسلمانوں کے ملکوں کی عورتوں کو بہت کم
ذلیل کرنے والی اور مردوں کے لئے بہت کم نقصان پہنچانے والی ہے
بہ نسبت اُس ناجائز رسم تعدد شوہروں کے جو عیسائیوں کے تمام شہروں
کا وبال ہے اور جو اسلام میں بالکل نہیں پائی جاتی - ہمکو خبردار ہونا
چاہئے کہ شاید ایک بُرائی کو بے وقت دور کرنے میں ہم اُس کی جگہہ
ایک اُس سے زیادہ بڑی بُرائی کو قایم کردیں - انگریزجن کو ایک عورت
کے لئے کئی خصم ہونے پسندیدہ معلوم ہوتے ہیں مسلمانوں پر جو کہ جوروُں
کے تعدد کو پسند کرتے ہیں طعن کرنے کے مجاز نہیں ہیں " ہم کو قبل اسکے
کہ کسی کی آنکھہ کے تنکے کا خیال کریں اپنی آنکھہ کا شہتیر نکالنا چاہئے"
(ماخوذ از اخبار سینٹ جیمس گزٹ لنڈن مطبوعہ ۸ - اکتوبر ۱۸۸۷ء)